مثنوی فخریۃ النظام کا نودریافت مخطوطہ

عارف نوشاہی*

میر شہاب الدین جو اپنے خطابات ''عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ'' [سوم] اور تخلص ''نظام'' سے معروف ہیں، ۱۱۴۸ھ/ ۳۶-۱۷۳۵ء میں حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے اور ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۵ھ/ یکم ستمبر ۱۸۰۰ کو کالپی میں فوت ہوئے۔ ان کا مدفن پاک پتن ہے۔ ان کے دادا میر قمر الدین خان مخاطب بہ ''نواب نظام الملک آصف جاہ'' [اوّل] (۱۶۷۱-۱۷۴۸ء) نے ۱۷۲۴ء میں دکن میں آصف جاہی حکومت کی بنیاد رکھی۔ ہندوستان میں تیموری دربار کی وزارت عظمیٰ اسی خاندان کے پاس تھی۔ نظام خود بھی احمد شاہ (حکومت: ۶۷-۱۱۶۱ھ/ ۵۴-۱۷۴۸ء) اور عالمگیر ثانی (حکومت: ۷۳-۱۱۶۷ھ/ ۵۹-۱۷۵۴ء) کے وزیر اعظم رہے۔ ان کے سیاسی اور حکومتی کارنامے تاریخ کی کتابوں میں درج ہیں، یہاں اس سے قطعاً بحث نہیں ہوگی[1]۔ اس مقالے میں ہم نظام کی ایک معروف تصنیف کے ایک نودریافت مخطوطے پر بات کریں گے۔

نظام، خواجہ فخر الدین چشتی دہلوی (۱۱۲۶-۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ/ ۱۷۱۷-۱۷۸۴ء) کے مرید تھے[2] جن کے حالات و مناقب پر نظام کی دو فارسی تصانیف ملتی ہیں۔ ایک نظم میں فخریۃ النظام (تصنیف: ۱۱۹۱ھ/ ۱۷۷۷ء) جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے؛ اور دوسری نثر میں **مناقب فخریہ** (تصنیف: ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۷ء) جو ۱۳۱۵ھ/ ۹۸-۱۸۹۷ء میں مطبع احمدی، دہلی سے شائع ہوئی[3]۔ نظام کی دیگر تصانیف سے ان کا دیوان، میرزا نصر اللہ فدائی کے مقدمے کے ساتھ ۱۳۰۱ھ/ ۱۸۸۴ء میں مطبع سرکاری، حیدر آباد دکن سے طبع ہوا[4] ایک گمنام مثنوی نالۂ نی، ڈاکٹر معین نظامی اور ڈاکٹر عظمیٰ عزیز خان کے مشترکہ اہتمام سے معینیہ نظامیہ محمودیہ سلیمانیہ اکیڈمی، تونسہ شریف سے ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء میں شائع ہوئی۔ خلیق احمد نظامی نے ذخیرۂ سبحان اللہ، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی (شمارہ ۲۹۷۴/۷ عربیہ) میں نظام کے اپنے ہاتھ سے لکھے ایک قصیدے کی موجودگی کی نشان دہی کی ہے[5]۔ مولوی محمد بن غلام محمد گھلوی، جو تیرھویں صدی ہجری میں ایک کثیر التصانیف مصنف اور شارح کتب درسی گذرے ہیں اور سلسلۂ چشتیہ میں خواجہ نور محمد ثانی نارووالہ کے مرید تھے، انھوں نے فرمائش کر کے نظام سے سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ کے اسما بطور شجرہ منظوم کروائے تھے[6]، شاید اسی تصنیف کا نام

* سابق پروفیسر، شعبۂ فارسی، گورڈن کالج، راول پنڈی، مقیم اسلام آباد

اسماء الابرار ہے[۷]۔

یہاں ہمارا موضوع مثنوی فخریۃ النظام ہے۔ عظمیٰ عزیز خان نے ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی (معین نظامی) کی نگرانی میں اس مثنوی پر کام کر کے شعبۂ فارسی اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی ہے (تعلیمی مدّت: ۲۰۰۹-۲۰۱۴ء)۔ اس جامعاتی مقالے کے کوائف حسب ذیل ہیں:

تصحیح و تعلیقات مثنوی فخریۃ النظام از نواب عمادالملک غازی خان نظام (متوفی ۱۲۱۵ھ/ ۱۸۰۰ء) با مقدمہ در شرح حال شاعر و بررسی ہنر و اندیشۂ وی۔

عظمیٰ عزیز خان کو فخریۃ النظام کے دو قلمی نسخے دستیاب تھے جن کی بنیاد پر انھوں نے اپنا کام مکمل کیا ہے۔

ایک نسخہ، خانقاہ فاضلیہ، گڑھی افغاناں، ضلع راول پنڈی میں پیر سید محمد اکرم شاہ چشتی نظامی کی تحویل میں ہے۔ یہ معمولی نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ اس نسخے میں ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تاریخ کتابت نامعلوم ہے لیکن خط دیکھ کر اسے اوائل تیرھویں صدی ہجری کا نسخہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کا کاتب موزوں طبع نہ تھا اسی لیے اس میں متعدد اغلاطِ کتابت موجود ہیں۔ اس نسخے کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں فخریۃ النظام کے علاوہ مصنف (نظام) کا کچھ متفرق کلام بھی ہے[۸]۔

دوسرا نسخہ، اورنگ آباد، ہندوستان کی ایک چشتی نظامی خانقاہ سے متعلق ہے اور اس وقت بی بی نیّر جہان صاحبہ دختر غلام معین الدین قیصر میاں اورنگ آبادی (وفات: دسمبر ۱۹۶۵ء) سجادہ نشین درگاہ خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی کی تحویل میں ہے۔ اس کا خط اچھا ہے لیکن ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی تاریخ کتابت اور کاتب معلوم نہیں ہیں۔ تخمیناً تیرھویں صدی ہجری کا نسخہ ہے۔ اس میں بھی کتابت کی اغلاط موجود ہیں اور کاتب نے بعض صفحات خالی چھوڑ دیے ہیں[۹]۔

عظمیٰ عزیز خان نے فخریۃ النظام کے نسخوں کی دستیابی کے بارے میں ایک عمومی رائے یوں دی ہے:

> ''(ترجمہ:) یوں دکھائی دیتا ہے کہ مثنوی فخریۃ النظام کے قلمی نسخے زیادہ نہیں تھے اور اسی وجہ سے یہ مثنوی غیر معروف رہی۔ اس مثنوی کے بعض نسخے پنجاب کی چشتی خانقاہوں اور سلسلۂ چشتیہ سے وابستہ کتاب دوست لوگوں کے ذاتی ذخیروں میں رہے ہیں جن سے اس سلسلے کے مشائخ اور مریدوں نے استفادہ کیا۔ جیسا کی سلسلۂ چشتیہ کے تذکرہ نگاروں اور ملفوظات نویسوں کی تحریروں سے پتا چلتا ہے، مثلاً:

۱۔ حاجی نجم الدین سلیمانی مصنف مناقب المحبوبین نے ایک نسخے سے استفادہ کیا تھا (مناقب المحبوبین، ۱۸۹۴ء، صفحات: ۵۳، ۷۰، ۷۷، ۸۳)، شاید وہ نسخہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب، پاکستان کی خانقاہ کا ہو یا مصنف کے ذاتی ذخیرے واقع راجستھان ہند کا ہو، لیکن اب اس نسخے کی خبر نہیں ہے۔

۲۔ ایک نسخہ مٹھن کوٹ، پنجاب، پاکستان کی خانقاہ میں بھی تھا اور خواجہ غلام فرید چشتی نظامی (وفات:۱۹۰۱ء) نے اس سے استفادہ کیا تھا (مقابیس المجالس، ۱۹۸۴ء، ص۷۵۲۷)

خانقاہی کتب خانے ایک طرح سے ذاتی کتب خانے ہی شمار ہوتے ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سے اکثر کتب خانوں کی فہرست سازی نہیں ہوئی۔ اس لیے یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ مذکورہ نسخے اب بھی موجود ہیں یا ضائع ہو گئے؟[۱۰]

عظمیٰ عزیز خان کے یہ قیاسات بالکل بجا ہیں۔ دیگر چشتی خانقاہوں میں **فخریۃ النظام** کے نسخے دستیاب ہیں جن سے آگاہی ان کی فہرست سازی کے بعد ہی ہو سکی ہے۔ یہاں ایک ایسے ہی نسخے کا ذکر ہوگا جو میرے خیال میں پہلی دفعہ علمی دنیا میں متعارف ہو رہا ہے۔

فخریۃ النظام کا نو دریافت مخطوطہ:

ڈیرہ نواب صاحب ضلع بہاول پور میں ایک ''خانقاہ عالیہ چشتیہ'' ہے۔ یہ خانقاہ حکیم محمد حسین بدر چشتی (۲۰ جون ۱۹۲۲–۱۸ اکتوبر ۱۹۸۶ء)[۱۱] نے ۱۹۷۸ء میں قائم کی تھی۔ حکیم صاحب سلسلۂ چشتیہ میں حکیم سید اکرام حسین سیکری (۱۸ جون ۱۹۱۷–۷ مئی ۲۰۰۷ء)[۱۲] کے مرید اور خلافت یافتہ تھے اور بہت صاحب ذوق تصنیف و تحقیق سے شغف رکھنے والے اور کتاب دوست تھے۔ نادر کتب اور مخطوطات جمع کرنے کا شوق رکھتے تھے۔ چناں چہ ان کی کوشش سے خانقاہ عالیہ چشتیہ میں مطبوعات اور مخطوطات پر مشتمل ایک چھوٹا سا کتب خانہ بھی وجود میں آ گیا جو ان کی وفات کے بعد اب ان کے صاحب زادے اور موجودہ سجادہ نشین حکیم محمد افتخار حسین اظہر چشتی (پ: ۲۷ ستمبر ۱۹۵۱ء) کی تحویل میں ہے۔ انھی کی اجازت اور مہربانی سے راقم السطور کو ۲۷ جنوری ۲۰۱۸ء کو یہ خانقاہ اور اس میں واقع کتب خانہ دیکھنے کا خوش گوار اتفاق ہوا۔ اس کتب خانے میں تقریباً ایک سو کے قریب عربی اور فارسی مخطوطات رکھے ہیں جن میں فخریۃ النظام بھی شامل ہے۔ اکثر و بیش تر مخطوطات کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور دیمک نے بری طرح نقصان پہنچایا ہے۔ اگر یہ مخطوطات کچھ عرصہ مزید اسی طرح بلا علاج اور بلا توجہ پڑے رہے تو وہ دن دور نہیں جب ان سے استفادہ ناممکن ہو جائے گا۔

فخریۃ النظام کا ڈیرہ نواب کی خانقاہ چشتیہ میں موجود ہونا خالی از علّت نہیں ہے۔ صاحب خانقاہ (حکیم محمد حسین بدر) کا تعلق، جیسا کہ بیان ہوا، سلسلۂ چشتیہ سے تھا۔ ان کا شجرۂ طریقت آٹھ درمیانی واسطوں سے شیخ نظام الدین اورنگ آبادی سے ملتا ہے جو خواجہ فخر الدین دہلوی کے والد تھے۔ خود فخریۃ النظام کے مصنف، اس کی تصنیف کے معاً بعد ۱۱۹۵ تا ۱۲۱۱ھ/۱۷۸۱ تا ۱۷۹۷ء جنوبی پنجاب کی چشتی خانقاہوں میں آتے جاتے رہے جو بہاول پور کے آس پاس واقع ہیں۔ لہٰذا اس نسخے کا ڈیرہ نواب کے ایک چشتی فرد کے پاس ہونا ہر لحاظ سے قابل توجیہ ہے۔

فخریۃ النظام کا یہ نسخہ مجلد، مضبوط، مستحکم اور مکمل حالت میں ہے۔ اس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

ای ثنای تو فخر اہل کلام
از تو مُلک سخنوری بنظام

اور اختتامی شعر یہ ہے:

سال نظم کتاب گفت نظام
''بکمال نظام ادای کلام''

کاتب نے غالباً کسی دوسرے نسخے سے تقابل بھی کیا ہے اور چند مقامات پر مصرعوں کے اختلاف کو حاشیے پر درج کیا ہے، بعض جگہ پر خود کاتب نے اس کے لیے لفظ ''بدلہ'' (یعنی بدل) لکھ کر تصریح کی ہے۔ ایک اختلاف کی مثال دیکھیے:

متن: بود چشم بصارتش درخواب

حاشیہ: گشت بصارتش درخواب

بعض جگہ پر متن میں قلم سے چھوٹ جانے والے اشعار کا حاشیے میں اضافہ کیا ہے، جیسے یہ شعر:

می نمودی بہ پیشگاہ نگاہ
پرنیان در برابرش پر کاہ

متن میں جہاں جہاں حضرت رسول اکرم، صحابہ اور خانہ کعبہ کا تصریحاً یا اشارۃً ذکر ہوا ہے وہاں وہاں کاتب نے ان کے لیے تعظیمی اور دعائیہ کلمات کا التزام حاشیے میں کیا ہے۔ کاتب نے رکابے کا اہتمام بھی کیا ہے لیکن اوراق شمار نہیں کیے۔

پورا نسخہ خوش خط، خفی نستعلیق میں ہے۔ متن کی روشنائی سیاہ اور عنوانات شنگرفی ہیں۔ نسخے کی کل ضخامت ۲۰۹ ورق ہے۔ ہر صفحے پر چودہ بیت درج ہوئے ہیں۔ نسخے کے آخری نصف کے کچھ اوراق کے اوپر کے حصے کو دیمک چاٹ چکی ہے جس سے ہر جفت صفحے کے پہلے بیت کے مصرع ثانی اور ہر طاق صفحے کے مصرع اولیٰ کو تھوڑا سا نقصان پہنچا ہے۔ یہ گزند مندرجہ ذیل بیت کے مصرع اولیٰ سے شروع ہو کر آخر تک جاتا ہے:

پای بر فرق مخمل و سنجاب

نسخے کی تاریخ کتابت ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۰۵ھ (مطابق ۱۸ جولائی ۱۷۹۱ء) اس کے ترقیمے سے واضح ہے:

''تمت الکتاب بعون الملک العلام، بتاریخ ہفدہم شہر ذیقعدہ ۱۲۰۵ ہجری مقدس۔''

یعنی یہ نسخہ تصنیف سے چودہ سال بعد اور مصنف کی وفات سے دس سال قبل کتابت ہوا۔ مصنف کے حین حیات کتابت ہونے کے اعتبار سے اس نسخہ کی اہمیت واضح ہے، تاہم یہ فخریۃ النظام کا قدیم ترین نسخہ نہیں ہے۔ علی گڑھ کا نسخہ اس سے پانچ سال پہلے کتابت ہوا تھا جس کا ذکر آگے چل کر ہوگا۔

ڈیرہ نواب کے نسخہ کے آخری ورق پر (ترقیمے کے بعد) کاتب نے نظام کی اپنے مرشد کے فراق میں ایک رثائی

غزل نقل کی ہے جس کا مقطع یہ ہے:

بے فخر جہاں، سجدہ نظاما بہ کہ آرم؟
آن قبلۂ این بندۂ درگاہ کجا رفت؟

جلد ساز نے اس نسخے کی سلائی اور جلد بندی اس طرح کی ہے کہ دونوں صفحات کا آمنے سامنے پوری طرح کھلنا اور سلائی کے اندر دبی تحریر کا پڑھنا چندان آسان نہیں رہا لیکن کوشش سے پڑھا جا سکتا ہے۔ سرورق (ظہریہ) پر نسخے کے مالک حکیم محمد حسین بدر کی مہر اور انھیں کے سواد تحریر میں یہ یادداشت ہے: ''ملفوظات حضرت نظام الدین اورنگ آبادی جمع کردۂ حضرت خواجہ فخر جہان دہلوی رضی اللہ عنہم۔ ۲۷ جولائی ۱۹۶۶''۔ اس یادداشت کے اوپر پرانی تحریر میں ''ملفوظ فخر نظام، تصوف'' اور ''ساقة تقدير العالم المتين الى عبدشمله عفوه'' (عالم متین کی تقدیر اسے لے گئی ایسے بندے کی طرف جسے اس کا عفو شامل ہے) لکھا ہے۔

علی گڑھ کے دو نسخے:

مثنوی فخرية النظام کے علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے کتب خانۂ مولانا آزاد میں دو نسخے ہیں جن کا ذکر عظمیٰ عزیز خان نے نہیں کیا ہے۔

ایک نسخے کا نمبر Univ.48 Per.2 ہے [۱۳]۔ ڈاکٹر عطا خورشید صاحب نے میری درخواست پر یہ نسخہ دیکھا اور اس کے ظاہری کوائف مہیا کیے۔ ان کے بقول: واضح، صاف اور جلی نستعلیق میں لکھا نسخہ، ۲۷ ورق، ۲۲ سطور فی صفحہ، پہلے صفحے پر اوپر بائیں طرف سرخ روشنائی سے یہ عبارت تحریر ہے: ''ھذا المثنوی فخریۃ النظام تالیف در ۱۱۹۱ ھ مولفہ عماد الملک غازی الدین خان وزیر کالپی دار [کذا: در] مدح مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ المتوفی ۱۱۹۹ ھ''

پہلا شعر:

ای ثنای تو فخر اہل کلام
از تو ملک سخنوری۔۔۔ (کرم خوردہ)

آخری شعر:

سال ختم کتاب گفت نظام
''بکمال نظام ادای کلام''
۱۱۹۹

ترقیمہ:

''تمت تمام شد کتاب مثنوی فخریہ نظامیہ بعون اللہ الوہاب بتاریخ چہاردہم شہر جمادی الثانی یوم

جمعہ در ۱۲۰۰ ایک ہزار و دوصد ہجریہ نبویہ مقدسہ وعلی صاحبہا افضل الصلوۃ واکمل التحیات۔''

آخری صفحے پر نہایت ہی چھوٹی مربع مہر ''محمد اوحد الدین ۱۲۰۲'' ثبت ہے [۱۴]۔

مرکز نور میکروفیلم، دہلی میں اس نسخے کی مائیکروفلم موجود ہے (شمارہ ۱۴۱/۱)۔

دوسرے نسخے کا نمبر Per.48 (1) Poem ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد ۱۲۷ اور فی صفحہ سطور ۲۱ ہیں۔ خط نستعلیق ہے۔ فہرست میں اس نسخہ کی ابتدائی سطور یوں نقل ہوئی ہیں: ''بعد از توحید حضرت باری سبحانہ وتعالی آغاز داستان ظفر نامۂ پادشاہ کبیر''۔ [۱۵] یہ آغاز کسی طرح بھی مثنوی **فخریۃ النظام** کے مطلع سے میل نہیں کھاتا۔ ممکن ہے فہرست نویس سے کچھ گڑبڑ ہوئی ہو۔ عطا خورشید صاحب نے بھی اس نمبر کے تحت **فخریۃ النظام** کی موجودگی کی تائید نہیں کی۔ اس نسخے کی مائیکروفلم مرکز نور میکروفیلم، دہلی (شمارہ ۲/۳۴۴) میں موجود ہے۔

نسخۂ چشتیاں شریف:

ایک نسخہ میاں نور جہانیاں محمودی چشتی (وفات: ۱۴۱۲ھ) سجادہ نشین چشتیاں شریف کے پاس تھا۔ نسخہ خوش خط ہے اور اس کے ۳۱۲ صفحات ہیں۔ [۱۶] اس کی عکسی نقول پیر اجمل چشتی فریدی چشتیاں شریف (حال مقیم اسلام آباد) اور ڈاکٹر افتخار احمد چشتی مرحوم فیصل آباد کو فراہم کی گئیں۔ (روایت مولانا محمد رمضان معینی، تونسہ شریف)۔ میاں نور جہانیاں صاحب کے بزرگ خواجہ امام بخش چشتی مہاروی کی تصنیف مخزن چشت (فارسی) میں شاہ فخر الدین دہلوی کے حالات کے ضمن میں فخریۃ النظام کے حوالے اور اشعار ملتے ہیں جہاں اسے کہیں صرف ''مثنوی'' اور کہیں ''مثنوی نواب صاحب'' لکھا گیا ہے [۱۷]۔ جس سے یہ قیاس کرنا چاہیے کہ مثنوی فخریۃ النظام کا ایک نسخہ خواجہ امام بخش چشتی مہاروی کے پاس تھا۔

ڈاکٹر عظمی عزیز خان نے فخریۃ النظام کے اپنے تصحیح کردہ متن میں اختلاف نسخ کا اہتمام نہیں کیا ہے۔ اب جب اس مثنوی کے قدیم تر تاریخ دار نسخے دستیاب ہیں، کیا اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ سب نسخوں کو سامنے رکھ کر از سرِ نو تصحیح و تحقیق کر کے اسے شائع کیا جائے؟

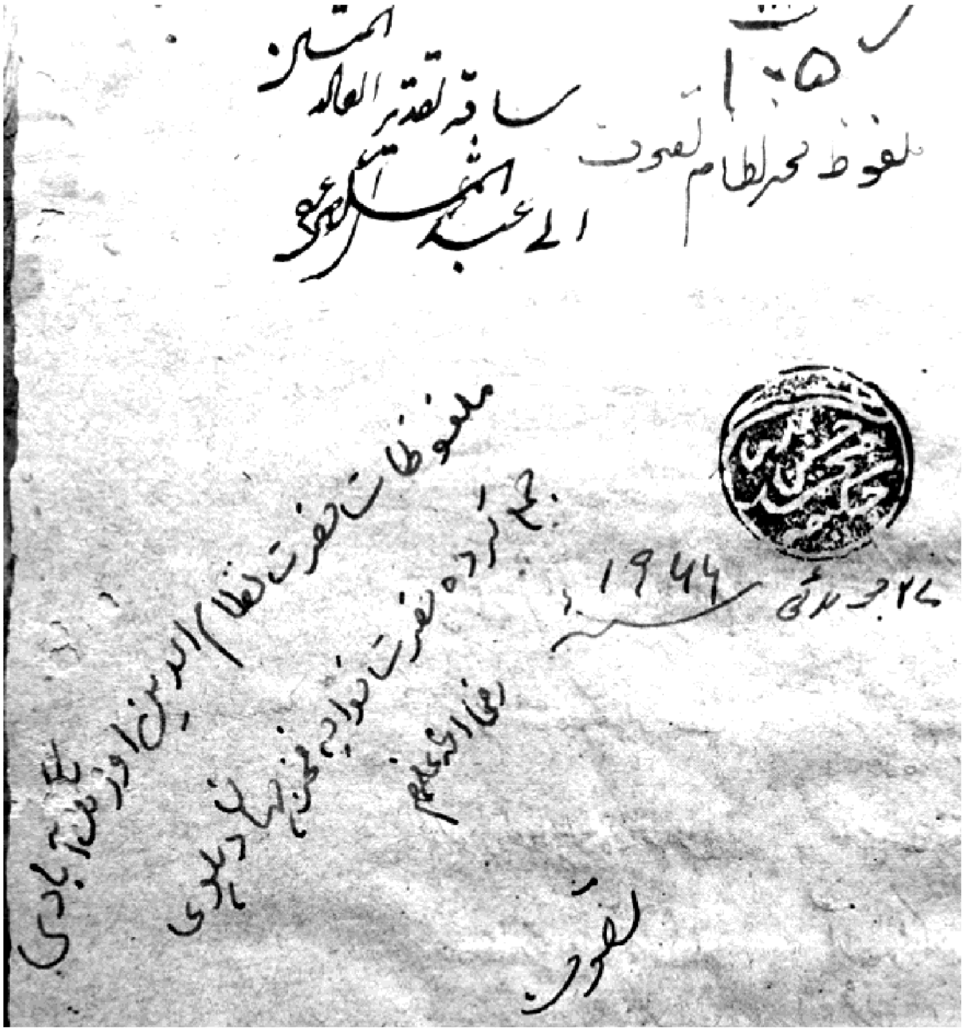
ملفوظات حضرت نظام الدین

رضی اللہ عنہم

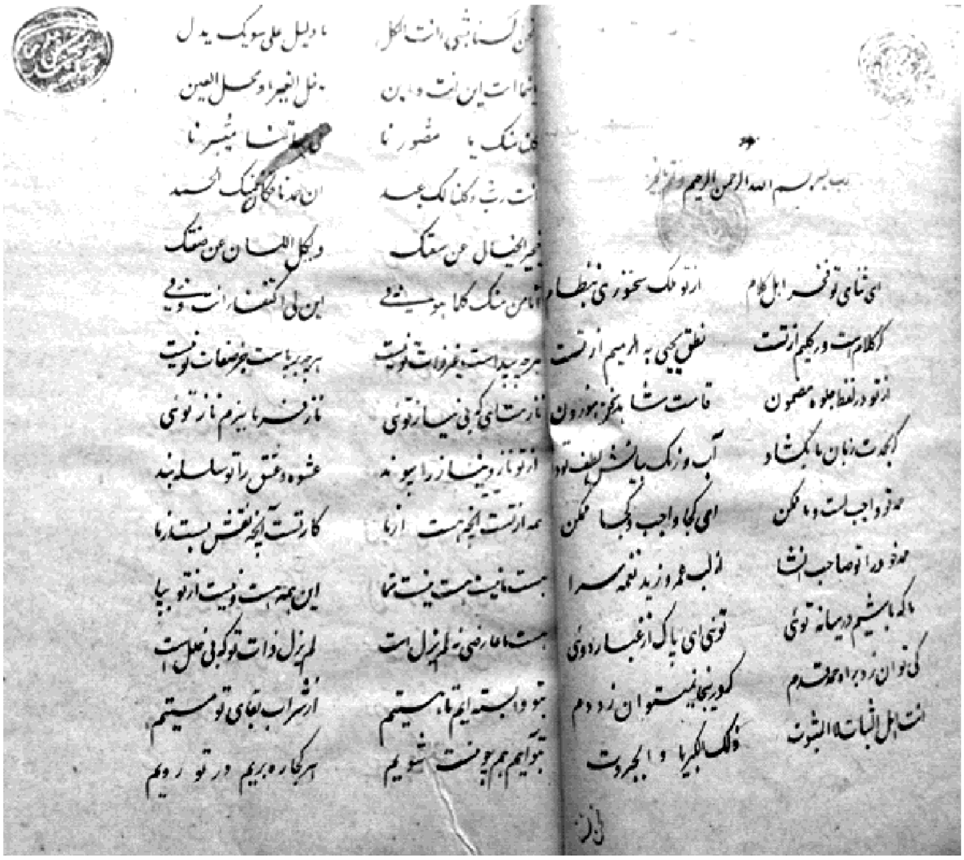

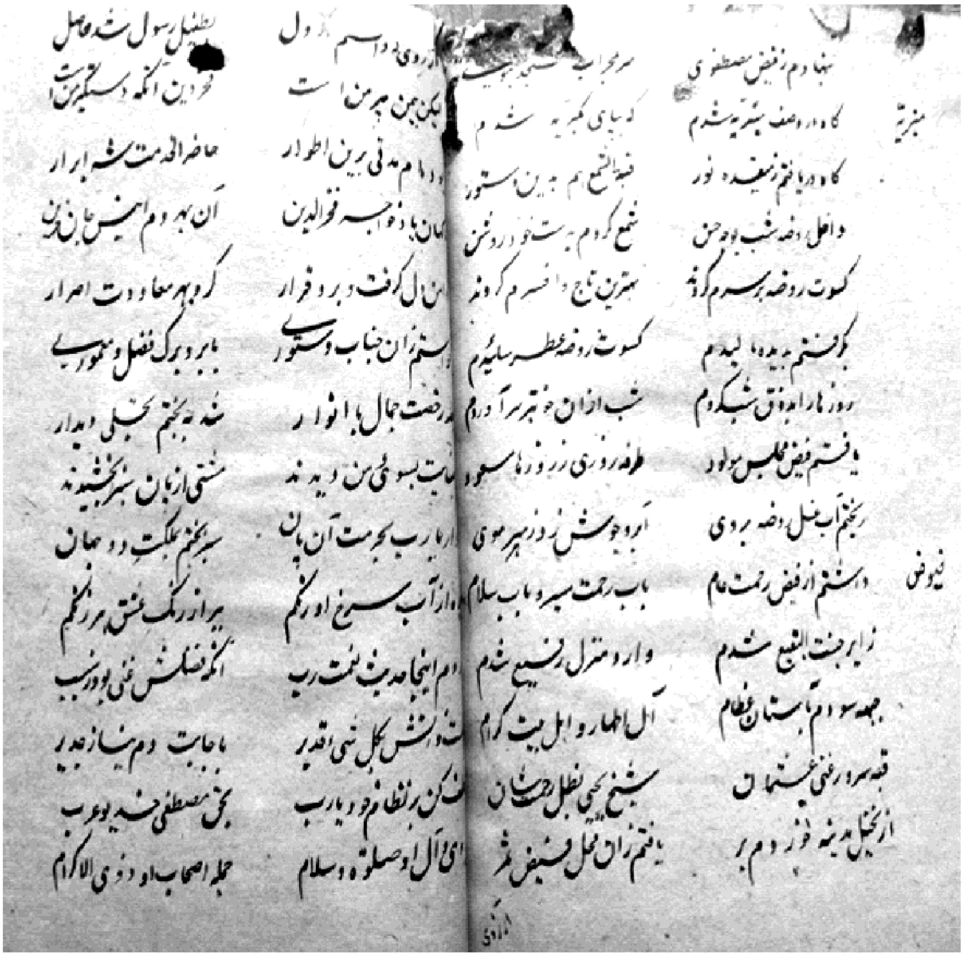

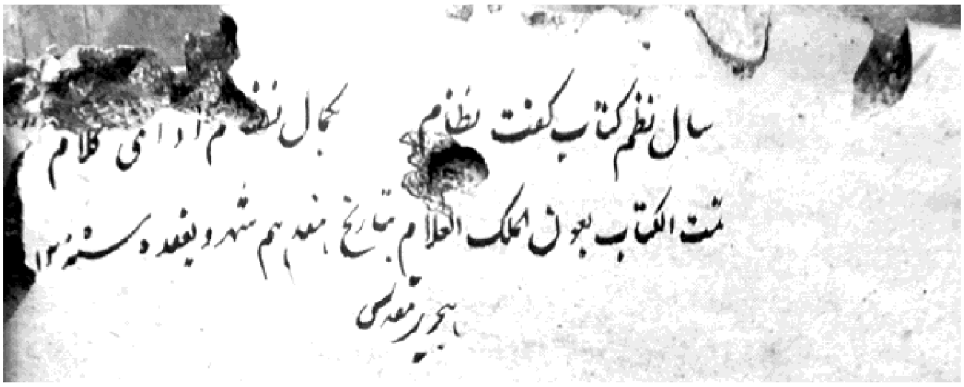
سال نظم کتاب گفت نظام بکمال نظم ادای کلام
تمت الکتاب بعون الملک العلام بتاریخ هفدهم شهر ذیقعده سنه ۱۲[illegible]
هجری قدسی

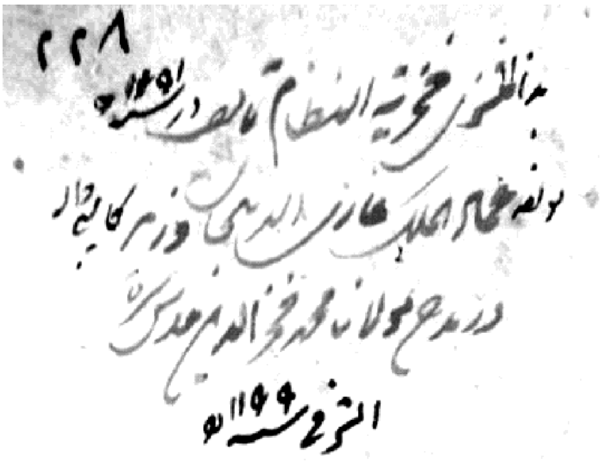

۲۲۸
هذا المثنوی فخریة النظام تالیف در ۱۱۹۶ه
مؤلفه عماد الملک غازی الدین وزیر کابیه جاز
در مدح مولانا محمد فخر الدین قدس سره
الشروع سنه ۱۱۹۶ه

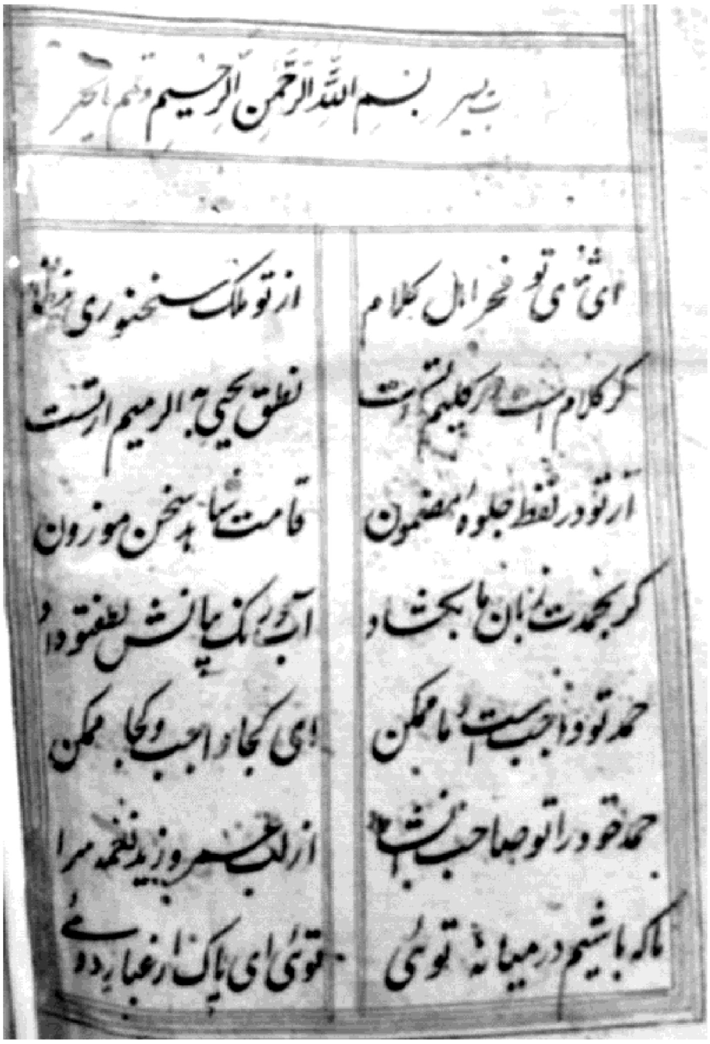

رب یسر بسم الله الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

ای ثنای تو فخر اهل کلام — از تو ملک سخنوری بنظام
گر کلام است هر کلیم ترا است — نطق یحیی ز الرمیم از تست
از تو در لفظ جلوه مضمون — قامت شاهد سخن موزون
گر بحمدت زبان ما بکشاد — آب در کف بیانش لطف و داد
حمد تو واجب است ما ممکن — ای کجا واجب و کجا ممکن
حمد خود را تو صاحب شانی — از لب خسرو زید نغمه سرا
تا که باشیم در میانه توئی — توئی ای پاک از غبار دوئی

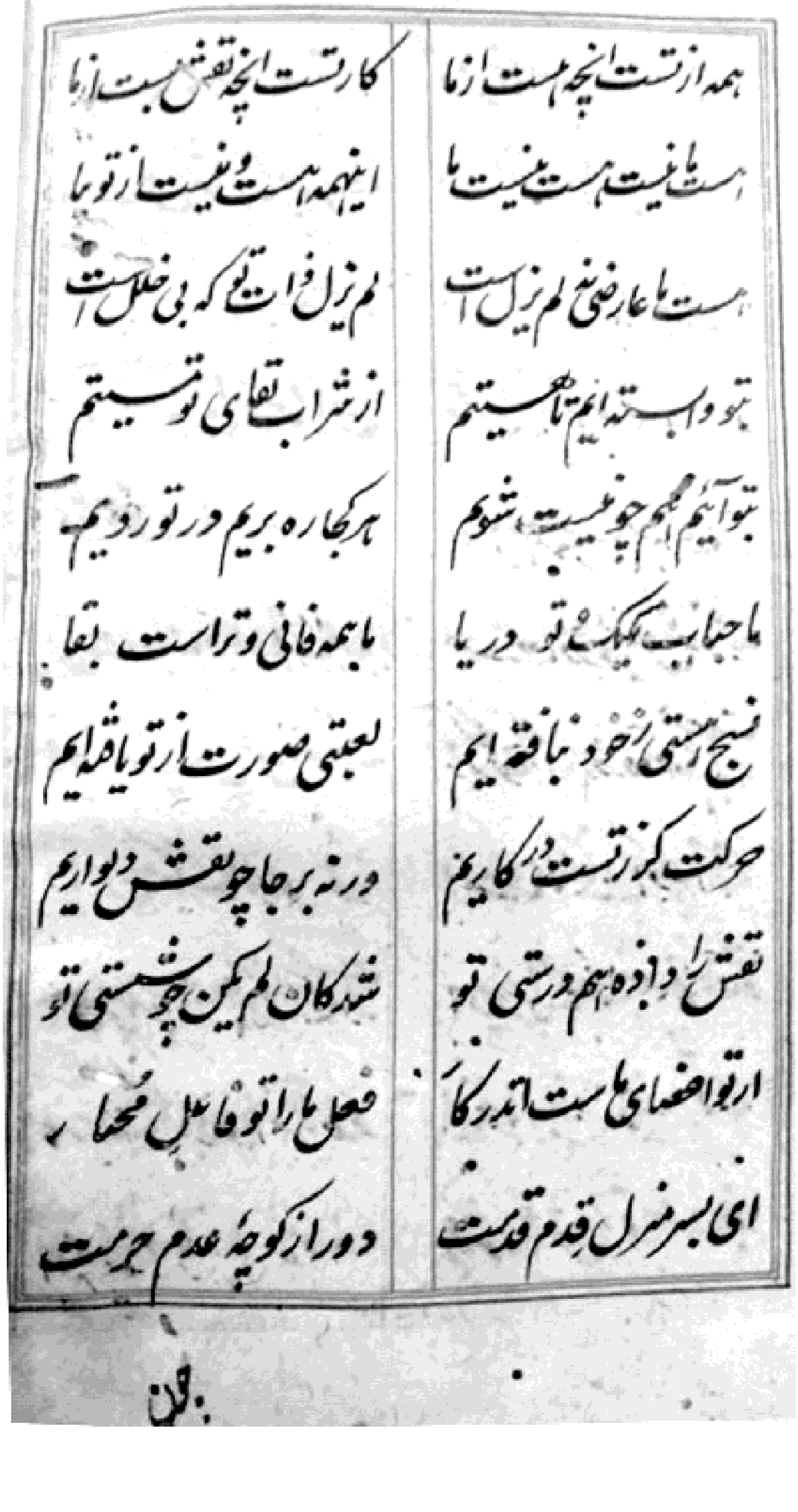

همه از تست انچه هست از ما — کار تست انچه نقش هست از ما
هست ما نیست هست نیست ما — اینهمه هست و نیست از تو بپا
هست ما عارضی لم یزل است — لم یزل ذات تو که بی خلل است
بتو وابسته ایم تا هستیم — از شراب بقای تو مستیم
بتو آئیم هم چو نیست شویم — هر کجا ره بریم در تو رویم
ما حبابیم یک یک و تو دریا — ما همه فانی و تراست بقا
نسج هستی ز خود نیافته ایم — لعبتی صورت از تو یافته ایم
حرکت گر ز تست در کاریم — ورنه بر جا چو نقش دیواریم
نقش را داده هم درستی تو — شد کمان لم یکن چو شستی تو
از تو اعضای ماست اندر کار — فعل ما را تو فاعل مختار
ای بسر منزل قدم قدمت — دور از کوچهٔ عدم حرمت

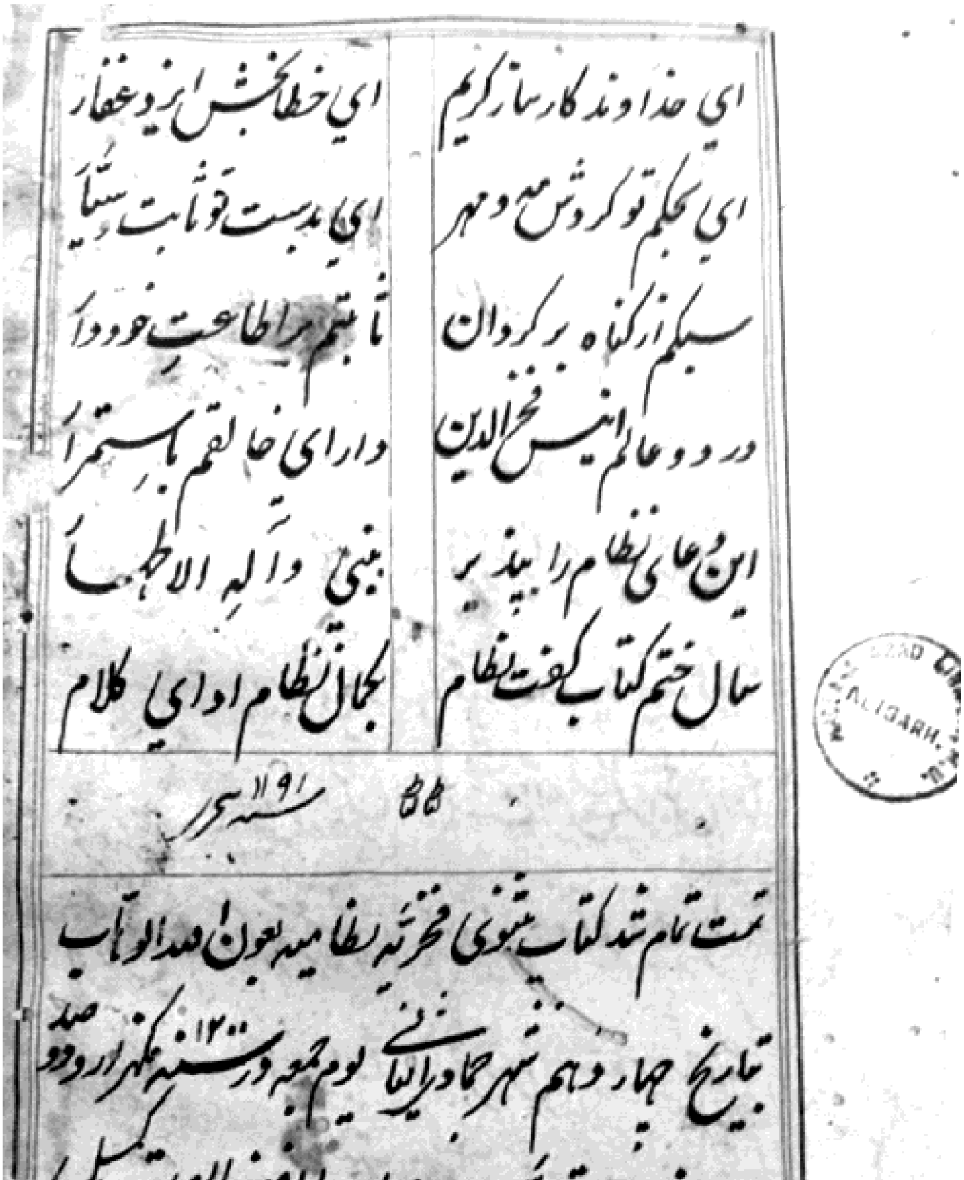

ای خداوند کارساز کریم ای خطابخش ایزد غفار
ای بحکم تو گردش مه و مهر ای بدست تو ثابت و سیّار
سبکم از گناه برگردان تا بتم مرا طاعت خود دار
در دو عالم انیس فخر الدین دار ای خالقم باستمرار
این دعای نظام را بپذیر بنبی و آله الاطهار
سال ختم کتاب گفت نظام بکمال نظام ادای کلام

سنه ۱۱۹۱ هجری

تمت تمام شد کتاب مثنوی فخریه نظامیه بعون الله الوهاب
تاریخ چهار دهم شهر جمادی الثانی یوم جمعه در سنه ۱۲۰۰ یکهزار و دو صد
هجریه نبویه مقدسه و علی صاحبها افضل الصلوة و اکمل

ALIGARH

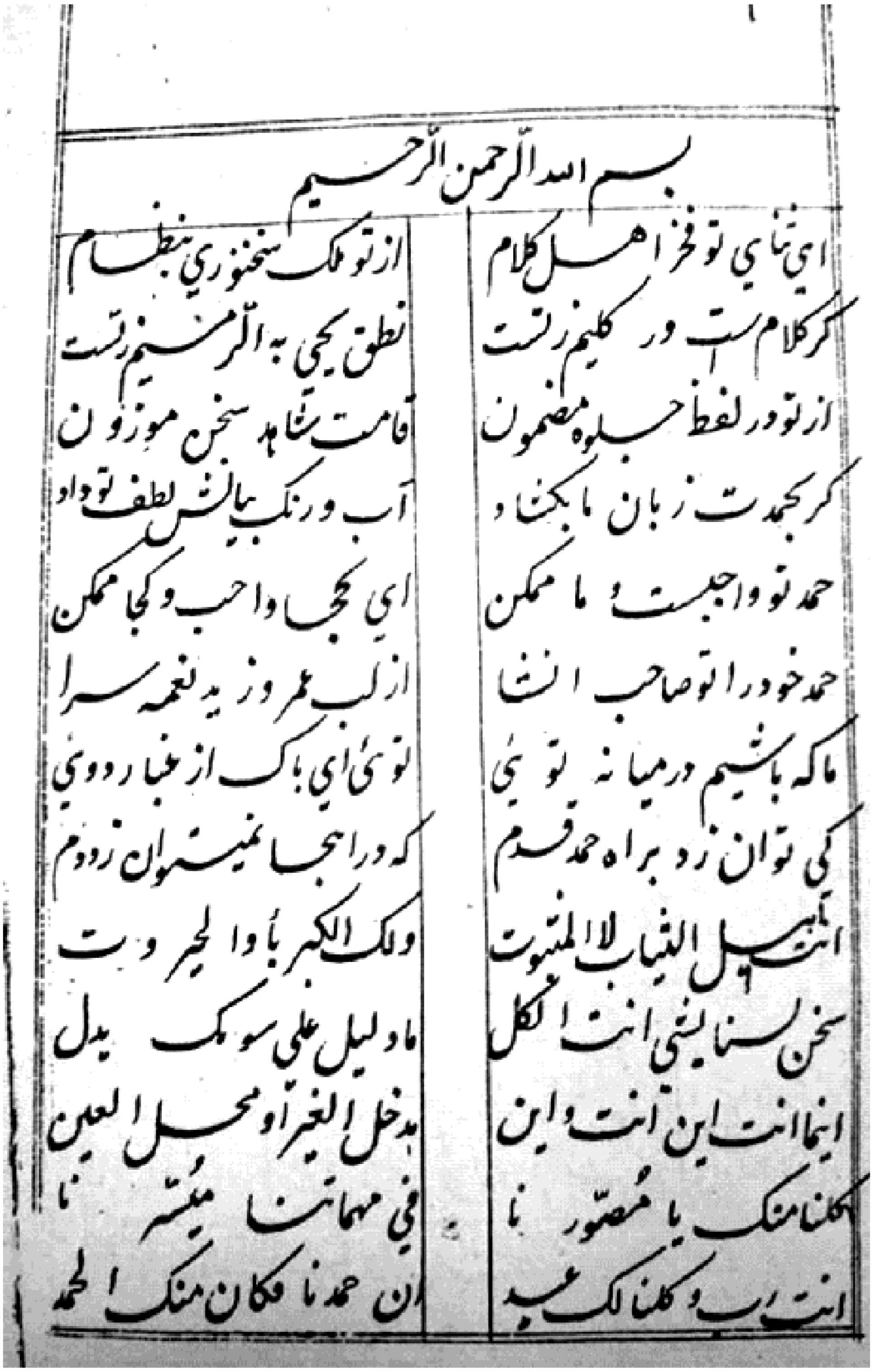

١

بسم الله الرحمن الرحیم

ای ثنای تو فخر اهل کلام — از تو ملک سخنوری بنظام

گر کلام است ور کلیم زتست — نطق یحیی به آل مریم زتست

از تو در لفظ جلوه مضمون — قامت شاهد سخن موزون

گر بحمدت زبان ما بکشاد — آب و رنگ بیانش لطف تو داد

حمد تو واجب است و ما ممکن — ای بجا واجب و کجا ممکن

حمد خود را تو صاحب انشا — از لب عمرو زید نغمه سرا

ما که باشیم در میانه توئی — توئی ای پاک از غبار دوئی

کی توان زد براه حمد قدم — که در انجا نمیتوان زد دم

انت اهل الثناء لا المثبوت — ولک الکبریا والجبروت

سخن لسنا نثنی انت الکل — ما دلیل علی سوءک یدل

ایما انت این انت واین — یدخل الغیر او محل العین

کلنا منک یا مصور نا — فی مهماتنا میسّر نا

انت رب وکلنا لک عبد — ان حمد نا فکان منک الحمد

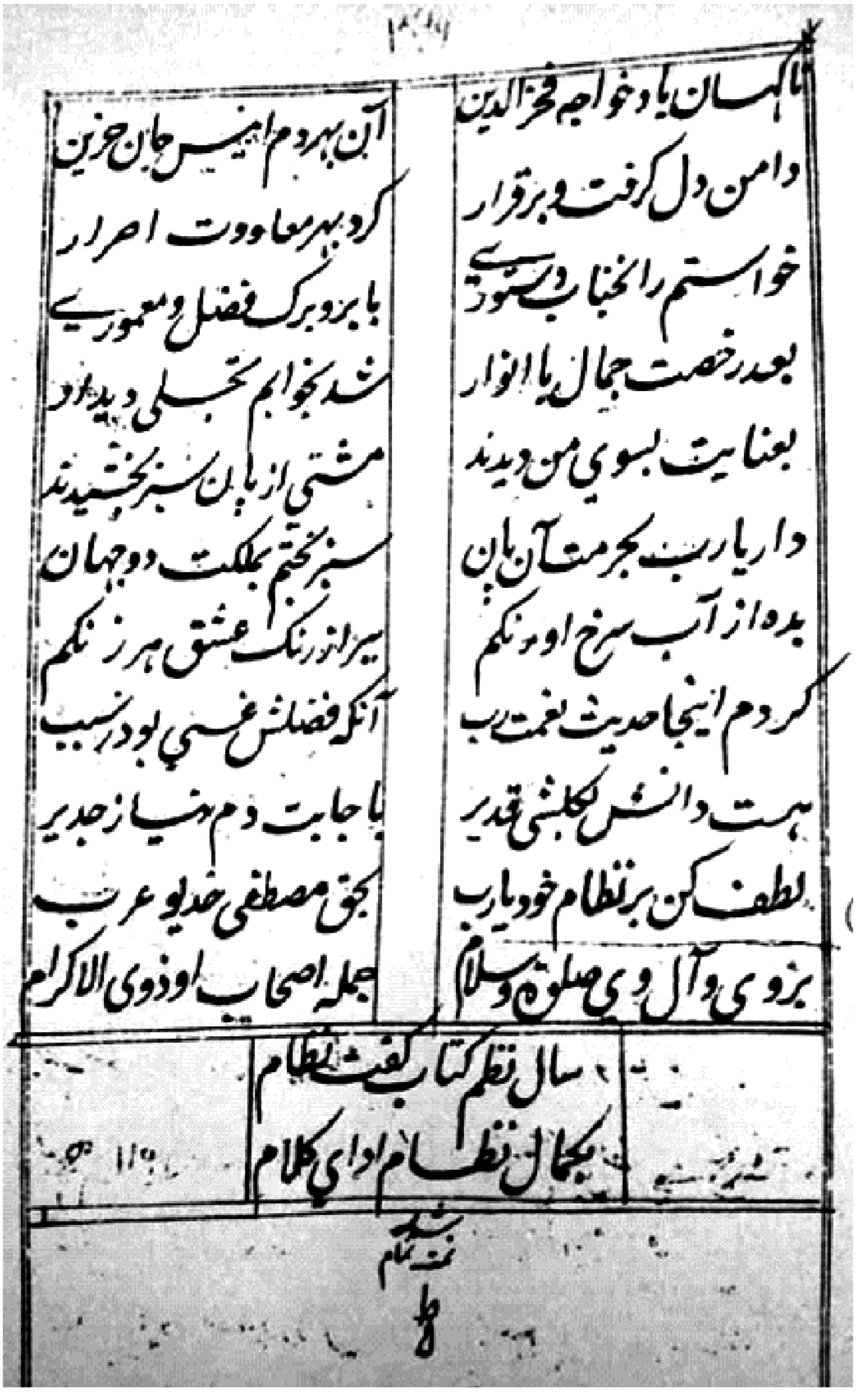

تا بگیسان یاد خواجه فخر الدین / آن بهر دم انیس جان حزین
دامن دل گرفت و برقرار / کرد بهر معاونت اصرار
خواستم را لجناب در سوی / با بزرگی فضل و معموریی
بعد رخصت جمال با انوار / شد بخوابم تجلی دیدار
بعنایت بسوی من دیدند / مشتی از پان سبز بخشیدند
دار یا رب بحرمت آن پان / سبز بختم بملکت دو جهان
بده از آب سرخ او رنگم / سیر از رنگ عشق هر زنگم
کردم اینجا حدیث نعمت رب / آنکه فضلش غنی بود زنسب
هست دانش بگلشنی تقدیر / باجابت دم نیاز جدیر
لطف کن بر نظام خود یا رب / بحق مصطفی خدیو عرب
بروی و آل وی صلوة و سلام / جمله اصحاب او ذوی الاکرام

سال نظم کتاب گفت نظام
بکمال نظام ادای کلام
۱۱۹۰ ھ

تمت تمام

بسم الله الرحمن الرحیم
ای ثنای تو فخر اهل کلام
از تو ملک سخنوری بنظام
گر کلام است ور کلیم ازلست
از تو لفظ جلوهٔ مضمون
قامت شاهد سخن موزون

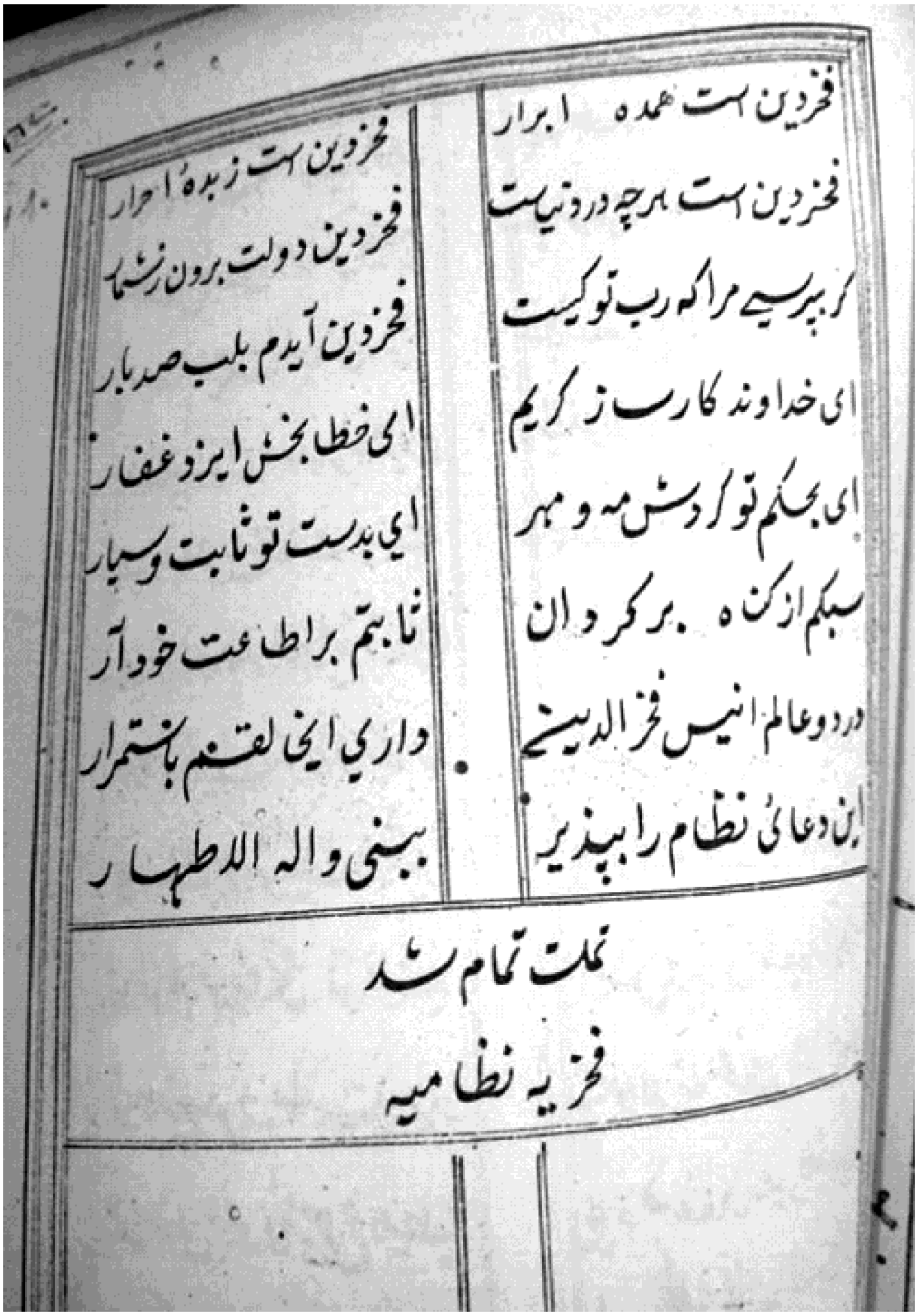
فخر دین است عمدهٔ ابرار
فخر دین است زبدهٔ احرار
فخر دین است هرچه در دنیاست
فخر دین دولت برون ز شمار
گر بپرسی مرا که رب تو کیست
فخر دین آیدم بلب صد بار
ای خداوند کارساز کریم
ای خطا بخش ایزد غفار
ای بحکم تو گردش مه و مهر
ای بدست تو ثابت و سیار
سبکم از گنه برگردان
تا بهم بر اطاعت خود آر
در دو عالم انیس فخر الدین
داری اینم لقم باستمرار
این دعای نظام را بپذیر
بنبی و آله الاطهار
تمت تمام شد
فخریه نظامیه

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ عماد الملک نظام کے حالات کے لیے دیکھیے: مآثر الامرا تالیف صمصام الدولہ شاہ نواز خان، اردو ترجمہ محمد ایوب قادری، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۷ء، ج ۲، صفحات ۵۵۴-۵۵۹؛ احوال و افکار و آثار عماد الملک غازی الدین خان نظام تالیف ڈاکٹر محمد قمر الدین، مطبوعہ نکھار پریس، مئو (بھارت)، مارچ ۱۹۸۵ء

۲۔ شاہ فخر الدین چشتی دہلوی کے حالات کے لیے دیکھیے: مناقب فخریہ تالیف عماد الملک غازی الدین خان بہادر نظام، دہلی، ۱۳۱۵ھ؛ مخزن چشت، ص ۳۴۱-۳۵۸؛ تاریخ مشایخ چشت، جلد ۵، صفحات ۱۸۳-۲۴۹؛ محمد اقبال مجدّدی نے نظام اور اس کی اہلیہ کو میرزا مظہر جان جاناں مجدّدی کا مرید لکھا ہے (مقدمۂ مقامات مظہری، ۷۵، ۷۶)۔ نظام کی یہ ارادت اس کی سیاسی زندگی کے اوائل کی بات ہے۔ نظام کے سیاسی عروج اور کئی امور میں اختلافِ نظر کے بعد نظام اور میرزا مظہر میں دوری ہوگئی تھی (مقدمۂ مقامات مظہری، ۸۰) اور نظام نے حضرات چشتیہ کا دامن پکڑ لیا۔

۳۔ کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ، جلد ۱، ص ۷۵۳

۴۔ ایضاً، ج ۳، ص ۲۲۱۹

۵۔ تاریخ مشایخ چشت، جلد ۵، ص ۱۸۵ حاشیہ، نظامی صاحب نے اسی حاشیے میں مثنوی فخریۃ النظام کی شہرت کا ذکر تو کیا ہے لیکن غالباً انھیں اس مثنوی کے نسخۂ علی گڑھ کی خبر نہ تھی، کیوں کہ تاریخ مشایخ چشت میں شاہ فخر الدین دہلوی کے حالات میں ہمیں اس مثنوی کا کوئی براہ راست حوالہ نہیں ملتا اور نہ ہی فہرست مآخذ میں اس کا اندراج ہوا ہے۔ نظامی صاحب نے جس قصیدہ بخط نظام کا حوالہ دیا ہے، بقول ڈاکٹر عطا خورشید صاحب، اس نمبر کے تحت کتب خانے میں ایسا کوئی قصیدہ موجود نہیں ہے۔

۶۔ خیر الاذکار فی مناقب الابرار، ص ۴۸

۷۔ حواشی خیر الاذکار فی مناقب الابرار، ص ۱۰۶

۸۔ تصحیح و تعلیقات مثنوی فخریۃ النظام، ص ۱۷-۷۲؛ جہاں تک مجھے علم ہے گڑھی افغاناں کا یہ نسخہ پہلے پہل ڈاکٹر سفیر اختر (اختر راہی) نے دیکھا تھا اور اس کی اطلاع مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کو دی تھی اور انھی کے حوالے سے احمد منزوی نے فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ج ۱۱، ص ۹۸۵-۹۸۶ میں اس کا اندراج کیا۔ بعد میں سفیر اختر نے اپنی کتاب اٹک، راولپنڈی اور ہری پور کے چند کتب خانوں کے اہم خطی نسخے، دار المعارف، لوہسر شرفو، واہ، ۲۰۰۷ء، ص ۲۳ میں بھی اس کا ذکر کیا۔ راجہ نور محمد نظامی نے تاریخ و تذکرہ خانقاہ فاضلیہ گڑھی شریف، شبیر برادرز، لاہور، ۲۰۱۷ء، صفحات ۱۸۸-۱۹۴ میں کتب خانۂ فاضلیہ کے جن مخطوطات کا ذکر کیا ہے ان میں یہ نسخہ شامل نہیں ہے۔

۹۔ تصحیح و تعلیقات مثنوی فخریۃ النظام، ص ۲۷

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۷

۱۱۔ حکیم محمد حسین بدر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: احوال و آثار حضرت خواجہ محمد حسین بدر چشتی تالیف محمد نعیم طاہر سہروردی، خانقاہ عالیہ چشتیہ، ڈیرہ نواب صاحب، ضلع بہاول پور، ۲۰۰۸ء

۱۲۔ حکیم اکرام حسین مرحوم کا آبائی تعلق سیکر (جے پور) راجپوتانہ کی مشہور خانقاہ شاہ ولی محمد چشتی سے تھا۔ دسمبر ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کی اور حیدر آباد سندھ کو اپنا مستقر بنایا۔ طبابت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف اور شاعری سے بھی شغف تھا۔ راقم السطور کو ان سے نیازمندی حاصل تھی اور ایک بار سال ۱۹۷۸ء میں حیدر آباد میں ملاقات ہوئی۔ ان سے کئی سال مراسلت بھی رہی۔ میرے نام ان کے متعدد خطوط میرے ذخیرۂ خطوط میں محفوظ ہیں۔ ان کے حالات کے لیے دیکھیے: محمد نعیم طاہر سہروردی، حوالۂ مذکور، ص ۲۵-۳۷؛ سہ ماہی اکرام المشائخ ڈیرہ نواب صاحب، جلد ۱۷، بابت جولائی تا ستمبر ۲۰۰۷ء، شمارہ ۳ (خصوصی شمارہ بیاد حکیم اکرام حسین چشتی)

۱۳۔ فہرست میکروفیلم نسخہ ہای خطی فارسی و عربی (جلد اول)، کتابخانۂ مولانا آزاد، دانشگاہ اسلامی علیگر، ص ۱۳۱

۱۴۔ ڈاکٹر عطا خورشید صاحب کی مہیا کردہ اطلاعات (نسخۂ علی گڑھ) کی تائید ان تصاویر سے بھی ہوئی جو بہ وساطت ڈاکٹر پروفیسر مسعود انور علوی کاکوروی موصول ہوئیں۔

۱۵۔ فہرست میکروفیلم نسخه ہای خطی فارسی و عربی (جلد اول) کتابخانۂ مولانا آزاد، دانشگاه اسلامی علیگر، ص ۷۷۴، فہرست میں صاف طور پر کتاب کا نام مثنوی فخریۃ النظام اور مصنف کا نام عمادالدین الملک میر شہاب الدین اور موضوع نظم لکھا ہے لیکن ابتدائی سطور کا جو نمونہ دیا گیا ہے اس سے شک گذرتا ہے کہ یہ مثنوی نہیں ہے۔

۱۶۔ حضور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللّٰہ عنہ: احوال و مناقب، ص ۳۹۹-۴۴۰

۱۷۔ مخزن چشت، صفحات ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۵۰،

کتابیات:

چشتی، افتخار احمد، ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء، تالیف، حضور قبلۂ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللّٰہ عنہ: احوال و مناقب، چشتیہ اکادمی، فیصل آباد

______، ۱۹۸۹ء، مخزن چشت، تالیف خواجہ امام بخش چشتی مہاروی، اردو ترجمہ، فیصل آباد

خان، عظمی عزیز، تالیف، تعلیمی مدت: ۲۰۰۹-۲۰۱۴ء (غیر مطبوعہ) تصحیح و تعلیقات مثنوی فخریۃ النظام از نواب

ساحر، عبدالعزیز، ۲۰۱۰ء، ترتیب و تہذیب و حواشی، خیر الاذکار فی مناقب الابرار، تالیف مولوی محمد گھلوی، قلم کار بیٹھک، واہ کینٹ،

فہرست میکروفیلم نسخه ہای خطی فارسی و عربی (جلد اول) کتابخانۂ مولانا آزاد، دانشگاه اسلامی علیگر، ہند،، ۲۰۰۰ء، تہیہ کنندہ: مرکز میکروفیلم نور ایران و ہند، با ہمکاری دانشگاہ اسلامی علی گر، دہلی

مجددی، محمد اقبال، ۱۹۸۳ء، مقدمۂ، مقامات مظہری، تالیف شاہ غلام علی دہلوی، لاہور، اردو سائنس بورڈ

نظامی، خلیق احمد، ۱۹۸۴ء، تالیف، تاریخ مشائخ چشت، دہلی، ادارۂ ادبیات دلّی

نوشاہی، عارف،، ۲۰۱۲ء، تالیف، کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ، میراث مکتوب، تہران

عمادالملک غازی خان نظام (متوفی ۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ء) با مقدمه در شرح حال شاعر و بررسی ہنر و اندیشۂ وی، پی ایچ ڈی تھیسز، شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور،

اظہار تشکر: مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل احباب کی طرف سے جزوی مواد اور اطلاعات کی فراہمی ہوئی جس کے لیے ان کا سپاس گزار ہوں:
پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی (لاہور)، ڈاکٹر عطا خورشید (علی گڑھ)، پروفیسر ڈاکٹر مسعود انور علوی کاکوروی (علی گڑھ)، مولانا محمد رمضان معینی (تونسہ شریف)

Abstract

This article aims at analyzing the PhD dissertation based on mathnavi Fakhria-tu Nizam by Ghaziuddin Khan-III. He was a disciple of Khawaja Fakhruddin Chishti Dahlavi. Khan produced two works to narrate the life of his mentor. Fakhria-tu Nizam is still unpublished and the prose work Munaqib-e Fakhria was published in 1884 from Hyderabad Daccan. Research scholar Uzma Aziz Khan edited the mathnavi. She based her work of research on two manuscripts. The article writer pointed out some of texts of the work archived in the Maulana Azad Library, Ali Garh, India she could not consult. The article writer admits that the works stocked in the Khanquas of Pakistan remained unindexed for centuries. The article also discloses a manuscript of the mathnavi.

Keyword: Fakhria-tu Nizam, Munaqib-e Fakhria, Ghaziuddin Khan-III, Khawaja Fakhruddin Chishti Dahlavi